عظمت و اعجاز قرآن

تحقیق
محمد حشیم الدین قادری

ناشر
الاصلاح فاؤنڈیشن منڈلہ ایم۔پی انڈیا

ﷺ

عظمت وشان واعجاز قرآن

اظہار رائے کی آزادی کی حدود کیا ہے اور کیا ہونی چاہئے اس پر عالمی تنظیموں کو غور کرنا چاہیۓ ورنہ جس طرح اظہار رائے کی آزادی کا بے جا اور تخریب کارانہ استعمال دنیا بھر میں بڑھ رہا ہے، خصوصاً اس کے ذریعہ جس طرح اسلاموفوبیا کو بڑھایا جار ہا ہے اور اس سے دنیا کی دوسری سب سے بڑی آبادی یعنی مسلمان اور اسلام کو نشانہ بنایا جار ہا ہے اس سے عالمی امن کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے، اہل اسلام ہی نہیں کسی بھی مذہب کے لئے اس کی مذہبی معظم ومحترم چیزوں کے وقار کو مجروح ہوتے دیکھنا انتہائی تکلیف کا باعث ہے، ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کے مذہبی معظمات کے وقار کو ملحوظ رکھا جائے، پھر اسلام تو خیر الادیان کی حیثیت رکھتا ہے تو سوچیں اہل اسلام اپنے معظمات کے وقار کی حفاظت کے لئے کتنے حساس ہوں گے۔

مذہبی معظمات میں جب بات ہو اس کتاب کی جو آسمانی ہے جس پر اسلام کی بنیاد ہے تو غور کریں اس کتاب کا وقار اہل اسلام کے لئے کتنا اہم ہے، دنیا بھر میں بار بار قرآن پاک کی بے حرمتی اہل اسلام کے لئے انتہائی تکلیف دہ ہے۔ کچھ دنوں قبل سویڈن میں ایک عراقی نژاد شخص سلوان مومیکا کی جانب سے عید الاضحیٰ کے روز دار الحکومت سٹاک ہوم کی مرکزی مسجد کے سامنے قرآن کے نسخے کو نذر آتش کرنے کے واقعہ نے ایک بار پھر اہل اسلام کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے جہاں عالم اسلام عید الاضحیٰ کی خوشیوں میں مبارکبادیاں دے رہے تھے اس واقعہ نے خوشی کے ماحول کو غموں میں تبدیل کر دیا، ہمیں سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آخر دشمنان اسلام قرآن کی بے حرمتی کرنے کی ہمت کیسے کرتے ہیں، کیا اہل اسلام قرآن کی ہیبت دنیا والوں کے دلوں میں بٹھانے میں ناکام ہو گئے ہیں، کیا ہم اپنے عمل و کردار سے قرآن کی اہمیت کو لوگوں کی نظروں میں بڑھانے میں ناکام ہو گئے ہیں، دنیا کا وہ قانون جس کے ماننے والے اس پر سختی سے عمل کرتے ہیں اس قانون کا دبدبہ لوگوں کے دلوں میں ہوتا ہے، لوگ اس قانون کو ملحوظ رکھتے ہیں اس کے خلاف کرنے کی ہمت نہیں کرتے، اس قانون کا احترام کرتے ہیں ادب کرتے ہیں اور عزت کی نظروں سے اس کو دیکھتے ہیں۔

اب ہم غور کریں کہ قرآن بھی ہمارے لئے ایک دستور العمل ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی اور ہدایت کا ایک ایسا شمع ہے جو اپنے ماننے والوں کو کبھی تاریکی میں نہیں چھوڑتا۔ لیکن کیا ہم لوگوں نے اس دستور العمل کو اپنے زندگی میں نافذ کیا ہے، کیا قرآن ہماری عملی زندگی میں نظر آتا ہے، عملی زندگی تو دور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو قرآن پاک کو دیکھ کر بھی پڑھ نہیں سکتی، ایسے میں ہم اگر میدان میں گستاخان قرآن کے خلاف احتجاج بھی کئے تو کس کام کے؟

اگر حقیقی احتجاج کرنا ہے تو یوں کریں کہ قرآن کو پڑھنا سیکھیں قرآن کو سمجھنا سیکھیں اور قرآن کو عملی زندگی میں نافذ کریں، اگر تمام مسلمان قرآن پاک کی ہدایات کے مطابق زندگی گزارنا شروع کر دیں تو مجال ہے کہ کوئی قرآن کی گستاخی کرنے کی ہمت کر سکے۔

آپ قرآن کی طرف آئیں قرآن آپ کو اپنے رنگ میں رنگ دے گا، یا کسی نہ کسی طرح اپنا اثر ضرور دکھائے گا، اس حقیقت کو صرف ہم ہی نہیں کفار مکہ بھی تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ

ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے کہ عتبہ بن ربیعہ کو سرداران قریش نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کے لئے منتخب کیا ۔ اس کے انتخاب

کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے دور کے مروجہ علوم وفنون، سحر وکہانت اور شاعری وغیرہ میں یگانہ روزگار تھا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ لالچ اور تحریص کے ذریعے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی دعوت سے دستبردار ہونے کی ترغیب دی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی باتیں سنتے رہے۔ جب وہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآنی آیات کی تلاوت شروع کی۔ جب اس آیت کریمہ پر پہنچے۔ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔

یہ آیات سن کر عتبہ کانپ اٹھا۔ کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ کر رحم کی التجا کی۔

(الوحی المحمدی، ص138)

قارئین: غور کریں عتبہ بن ربیعہ کی اس حالت کا جائزہ لیں۔ وہ کون سی چیز تھی جس نے عتبہ کو لرزہ براندام کر دیا تھا؟ وہ قرآن حکیم کی تاثیر اور صاحب قرآن کی عظمت کے احساس کے علاوہ کیا تھا؟ عتبہ جب اپنی قوم کے پاس واپس پہنچا تو اس نے ان سے جا کر کہا: تم جانتے ہو محمد جو کہتے ہیں وہ ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔ ان کا کلام سن کر مجھ پر یہ خوف طاری ہو گیا تھا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی قوم سے کہا: محمد نے میرے سامنے وہ کلام پیش کیا ہے جس کی مثل میرے کانوں نے کبھی نہیں سنی۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ میں ان کے جواب میں کیا کہوں۔ (ایضاً، ص139)

قرآن کے پر اثر ہونے پر ایک روایت اور ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی ابتداء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک رات میری ہمشیرہ دردِ زِہ میں مبتلا ہوئیں۔ لہٰذا رات گزارنے کی غرض سے میں اپنے گھر سے نکل کر کعبۃ اللہ شریف کے پردوں کے پیچھے چلا گیا۔ میں دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور سیدھے حطیم کعبہ میں داخل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دواُونی کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رب عزوجل نے جب تک چاہا نماز ادا فرمائی اور واپس تشریف لے گئے۔ اسی دوران میں نے ایک پُراثر اور غیر مانوس کلام سنا جو اس سے قبل کبھی نہ سنا تھا۔ میں فوراً کعبۃ اللہ شریف کے پردوں سے نکل کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری موجودگی کو محسوس فرمایا تو پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا عمر بن خطاب۔ فرمایا اے عمر تو رات دن کسی وقت بھی میرا تعاقب کرنے سے باز نہیں آتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اس بات سے ڈر گیا کہ کہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم مجھے کوئی بددعا نہ دے دیں لہٰذا میں نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت سن کر ارشاد فرمایا اے عمر اسے ابھی پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا اے میرے کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ضرور کلمۂ شہادت کا ویسے ہی اعلان کروں گا جیسے قبول اسلام سے قبل اپنے شرک کا اعلان کرتا رہا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، ج8، ص342، حدیث147)

السید محمد رشید رضا نے اپنی کتاب الوحی المحمدی میں نام لئے بغیر ایک فرانسیسی فلسفی کا قول لکھا ہے وہ فلسفی کہتا ہے۔: عیسائی کہتے ہیں کہ

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کے ثبوت کے لئے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی طرح کوئی معجزہ پیش نہیں کیا، حقیقت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خشوع وخضوع کے ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ﷺ تھے اور اس کی تلاوت لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے وہ کام کرتی تھی جو جملہ انبیاء کرام کے تمام معجزات نے نہیں کیا۔(الوحی المحمدی، ص138)

قرآن حکیم کی تاثیر کی قوت کا صحیح اندازہ کرنا ہو تو اس انفرادی، اجتماعی، سماجی، معاشی، اخلاقی، سیاسی اور روحانی انقلاب پر ایک نظر ڈالی جائے جو قرآن حکیم نے مسلمانوں کی زندگیوں میں برپا کیا تھا۔

کیا بت پرستوں کا بت شکن بن جانا، توہمات کے اندھیروں میں بھٹکنے والوں کا ایمان وایقان کی دولت سے بہرہ ور ہو جانا اور اپنی اولاد کے قاتلوں کا رحمت ورافت کا علمبردار بن جانا کوئی معمولی بات تھی؟ کیا ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کے دلوں میں محبت واخوت کے گلشن کھلا دینا کسی انسان کے بس میں تھا؟ کیا شراب کے پجاریوں کی کسی قوم کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے شراب کے مٹکے توڑتے ہوئے دیکھا ہے؟

اگر یہ سب کچھ ہوا اور ساری دنیا کے سامنے ہوا تو اس کی توجیہہ، اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے یہ بے مثال انقلاب قرآن حکیم کی لازوال تاثیر کی برکت سے رونما ہوا۔

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے، مگر طوالت کا خوف دامن گیر ہے، مسلمان اگر گستاخان قرآن کے خلاف حقیقی احتجاج کرنا چاہتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ قرآن کو اپنے اوپر نافذ کریں، عملی دنیا میں قرآن کے احکام پر عمل کریں پھر سڑکوں پر احتجاج کریں، چونکہ تاریخ شاہد ہے کہ صحابہ کرام میدان جنگ کے باہر تو باہر عین میدان جنگ میں بھی قرآن وحدیث پر عمل سے پیچھے نہیں ہٹتے تھے، نمازوں کی پابندی سنتوں پر عمل میدان جنگ میں بھی جاری رہتا تھا۔

اللہ کریم عزوجل عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد حشیم الدین قادری

دارالعلوم غریب نواز، نزد جامع مسجد کچہری محلہ منڈلہ۔ایم۔پی

رابطہ نمبر-9926714799-8319945574